سوال

(188)مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں والی حدیث کی تحقیق

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے علم کے مطابق ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ ایک مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «حبب الی من دنیاکم ثلاث: الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ» مجھے تمھاری دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں: (۱) خوشبو (۲) بیویاں (۳) اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ آپ کے ساتھ صحابۂ کرام بھی بیٹھے ہوئے تھے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں: (۱) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرے کو دیکھنا (۲) رسول اللہ کے لیے اپنا مال خرچ کرنا (۳) اور یہ چاہنا کہ میری بیٹی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیوی بنے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں: (۱) نیکی کا حکم دینا (۲) برائی سے منع کرنا (۳) اور پرانا (استعمال شدہ بوسیدہ) کپڑا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں: (۱) بھوکوں کو پیٹ بھر کر کھلانا (۲) ننگوں کو کپڑے پہنانا (۳) اور تلاوتِ قرآن۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عثمان! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں: (۱) مہمان کی خدمت کرنا (۲) گرمی میں روزے رکھنا (۳) اور (میدانِ جہاد میں) تلوار چلانا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اسی حال میں تھے کہ جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے اور فرمایا: جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھاری گفتگو سنی تو مجھے بھیجا اور آپ کو حکم دیا کہ مجھ سے پوچھیں کہ اگر میں دنیا والوں میں سے ہوتا تو میں کیا پسند کرتا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تم دنیا میں سے کیا پسند کرتے؟ جبریل (علیہ السلام) نے فرمایا: (۱) راستہ بھولے ہوئے لوگوں کو راستہ دکھانا (۲) غریب عبادت گزاروں کی دل جوئی (۳) اور مفلس عیال داروں کی مدد۔

جبریل (علیہ السلام) نے فرمایا: رب العزت اللہ جل جلالہ اپنے بندوں سے تین خصلتیں پسند کرتا ہے: (۱) حسب استطاعت (اللہ کے راستے میں مال وجان) خرچ کرنا (۲) ندامت کے وقت رونا (۳) اور فاقے کے وقت صبر کرنا۔ (بحوالہ منبہات لابن حجر)

گزارش ہے کہ اس حدیث کی مکمل تحقیق وتخریج عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں، نیز رسالہ (الحدیث) میں بھی شائع فرمادیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میرے علم کے مطابق یہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں باسندہ وباحوالہ موجود نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر (العسقلانی) کی طرف منسوب کتاب ''المنبہات'' میں یہ روایت بے حوالہ اور بے سند مذکور ہے۔ (ص ۲۱، ۲۲ طبع ۱۲۸۲ھ)

۱ : ''المنبهات'' کا حافظ ابن حجر العسقلانی کی کتاب ہونا ثابت نہیں ہے۔ جن لوگوں نے حافظ ابن حجر کے حالات لکھے ہیں اور ان کی کتابوں کے نام لکھے ہیں مثلاً سخاوی (الضوء اللامع) شوکانی (البدر الطالع) اسماعیل پاشا بغدادی (ہدیۃ العارفین) اور زرکلی (الاعلام) وغیرہ، ان میں سے کسی نے بھی اس کتاب کو حافظ ابن حجر کی طرف منسوب نہیں کیا۔

۲ : مشہور عربی محقق شیخ ابو عبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان نے اسے حافظ ابن حجر العسقلانی کی طرف ظلم، جھوٹ اور بہتان کے ساتھ منسوب کتاب قرار دیا ہے۔ دیکھئے کتب حذر منها العلماء (ج ۲ ص ۳۲۶)

۳ : شیخ جاسم الدوسری اور شیخ عبدالرحمٰن فاخوری نے بھی حافظ ابن حجر کی طرف اس کتاب کے انتساب کو باطل قرار دیا ہے۔ (ایضاً ص ۳۲۷)

۴ : المنبہات کے شروع میں اس کا نام ''منبہات۔۔۔ علی الاستعداد لیوم المعاد'' لکھا ہوا ہے۔ (ص ۴) اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اس میں دو دو اور تین تین سے لے کر دس دس تک کا بیان لکھا ہوا ہے۔ (ایضاً ص ۴)

حاجی خلیفہ کاتب چلپی حنفی نے اپنی مشہور کتاب 'کشف الظنون'' میں لکھا ہے کہ ''المنبہات علی الاستعداد لیوم المیعاد للنصح والوداد، مختصر لزین القضاۃ احمد بن محمد الحجی (الحجری) المتوفی سنۃ۔۔۔ جمع فیہ احادیث ونصائح من الواحد الی العشرۃ مثنیٰ وثلاث ورباع، اولہ الحمد للہ رب العالمین، الخ قال : ہذہ منبہات علی الاستعداد لیوم المیعاد'' (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ج ۲ ص ۱۸۴۸)

اس طویل بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب احمد بن محمد الحجی یا الحجری کی لکھی ہوئی ہے، یہ حجی یا حجری مجہول ہے، اس کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملے۔

۵ : حافظ ابن حجر العسقلانی نے ایک صوفی ابراہیم بن محمد بن المؤید بن حمویہ الجوینی (متوفی ۷۲۲ھ) کے حالات میں لکھا ہے کہ حافظ ذہبی نے فرمایا : ''کان حاطب اللیل، جمع احادیث ثنائیات وثلاثیات ورباعیات من الاباطیل المکذوبۃ'' وہ حاطب لیل (رات کو لکڑیاں اکٹھی کرنے والا) تھا۔ اس نے دو دو، تین تین اور چار چار والی حدیثیں جمع کی ہیں جو باطل اور جھوٹی ہیں۔ (الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ ۱ ۶۸ ت ۱۸۱)

معلوم یہی ہوتا ہے کہ ابن حمویہ الجوینی الصوفی (متوفی ۷۲۲ھ) کی کتاب سے اختصار کر کے ابن حجی یا ابن حجری نامی کسی مجہول شخص نے منبہات نامی کتاب لکھ دی ہے جو ناشرین یا ناسخین کی غلطیوں کی وجہ سے حافظ ابن حجر کی طرف منسوب ہو گئی ہے۔

حافظ ابن حجر نے 'ثلاث'' کی زیادت والی روایت کے بے سند ہونے کی صراحت کی ہے۔ دیکھئے التلخیص الجبیر (۳ ۱۱۶ ح ۱۴۳۵) لہٰذا وہ اس روایت اور مذکورہ کتاب سے بری ہیں۔

اگر کوئی شخص دلائل سے یہ ثابت کر دے کہ یہ کتاب ضرور حافظ ابن حجر العسقلانی ہی کی لکھی ہوئی ہے تو بھی یہ روایت باطل اور موضوع ہے کیونکہ اس کی کوئی سند یا حوالہ معلوم نہیں ہے۔ ہر وہ روایت جو بے سند و بے حوالہ ہو تو وہ موضوع، باطل اور مردود ہی رہتی ہے الا یہ کہ صحیح سند یا صحیح حوالہ پیش کر دیا جائے۔

اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے اسے کتاب ''المواہب'' سے نقل کر کے لکھا ہے : ''قال الطبری : خرجہ الجندی والعھدۃ علیہ''

طبری نے کہا : اسے الجندی نے روایت کیا ہے اور اس روایت کی ذمہ داری اسی پر ہے۔ (کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس ج ۱ ص ۳۴۰ ح ۱۰۸۹)

عجلونی کی بیان کردہ یہ روایت احمد بن محمد القسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) کی کتاب المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ میں اسی طرح بے سند و بے حوالہ ''الجندی'' سے بطورِ لطیفہ مذکور ہے۔ (ج ۲ ص ۱۸۰، ۱۸۱)

الجندی نام کے کئی آدمی تھے مثلاً مفضل بن محمد ابراہیم الجندی (متوفی ۳۱۰ھ)

اللہ ہی جانتا ہے کہ اس الجندی سے مراد کون ہے؟ اور اگر کوئی الجندی متعین بھی ہو جائے تو اس سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سند معلوم نہیں ہے۔

شبر املسی (متوفی ۱۰۸۷ھ) اور خفاجی وغیرہما مولویوں نے اس روایت میں مزید بے سند اور بے حوالہ اضافہ بھی ذکر کر رکھا ہے جو کہ سرے سے موضوع اور باطل ہے۔

تنبیہ بلیغ: حاجی خلیفہ حنفی نے بغیر کسی سند اور بغیر حوالے کے جلال الدین سیوطی سے نقل کر رکھا ہے کہ قسطلانی میری کتابوں سے چوری کرتا ہے۔ الخ (کشف الظنون ۲ ۱۸۹۷)

ظاہر ہے کہ یہ بے سند و بے حوالہ بات مردود و باطل ہے لیکن بے سند و بے حوالہ روایتیں پھیلانے والے اس حکایت کی وجہ سے المواہب کے مصنف قسطلانی کو چور نہیں سمجھتے!

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت بے اصل، جھوٹی اور من گھڑت ہے جسے منظم یا غیر منظم منصوبے سے جاہل اور عام مسلمانوں میں پھیلا دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا بالکل حرام ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

«من یقل علی مالم اقل فلیتبوا مقعدہ من النار» جس شخص نے مجھ پر ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔ (صحیح بخاری: ۱۰۹)

اس ارشادِ نبوی کے باوجود بہت سے لوگ دن رات اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ جھوٹی روایات بنائیں یا پہلے سے موجود جھوٹی اور ضعیف روایات مسلمانوں میں پھیلا دیں۔ کیا ہمارے لیے صحیح احادیث و روایات کافی نہیں ہیں؟

تنبیہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «حبب الی من الدنیا: النساء والطیب وجعل قرۃ عینی فی الصلوۃ» مجھے دنیا میں سے عورتیں (بیویاں) اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (سنن النسائی ۷/ ۶۱ ح ۳۳۹۱ وسندہ حسن، مسند احمد ۳/ ۲۸۵ وسندہ حسن وحسنہ الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبیر ۳/ ۱۱۶ ح ۱۴۳۵ واوردہ الضیاء فی المختارۃ ۵/ ۱۱۶ ح ۱۷۳۶)

دوسری روایت میں ہے: «حبب الی النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ» مجھے عورتیں (بیویاں) اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (سنن النسائی ۷/ ۶۲ ح ۳۳۹۲ وسندہ حسن وصححہ الحاکم علی شرط مسلم ۲/ ۱۶۰، ووافقہ الذہبی)

اس صحیح حدیث کا منہات والی موضوع روایت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ نماز دنیا کی کوئی چیز ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص436

محدث فتویٰ